

# حضورِ اقدس اور آپ کی اُمت

|              |            |               |
|--------------|------------|---------------|
| دین کا خلاصہ | مقصدِ اُمت | مُحِیْمِ نبوت |
|--------------|------------|---------------|

یہ تقریر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے ۳، ۴، ۵ صفر ۱۳۸۸ھ کی درمیانی شب کو احمد نگر منیچ کوہ ازلہ کے ایک اجتماع میں ارشاد فرمائی جس میں خاص طور سے مسئلہ ختمِ نبوت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔  
(ادارہ)

محترم بزرگو! دین کی خدمت اور دین کی تبلیغ کل امت کا فریضہ ہے۔ اس امت کی خوبی اور کمال یہی ہے جسے رب العزت نے اس آیت میں بیان فرمایا :

کنتم خیر امتہ اخرجت للناس  
تأمرن بالمعروف وتنہون  
عن المنکر۔

تم ایک بہتر امت ہو اور لوگوں کی ہدایت کیلئے  
بھیجے گئے ہو تاکہ بھلائیوں کا حکم کرو اور برائیوں  
سے روکو۔

امت کا معنی | امت اس جماعت کا نام ہے جس کا کوئی مقصد ہو اور وہ مقصد سب کا مشترک اور ایک ہو پھر مقصد اگر اچھا ہو گا تو وہ امت بھی خیر اور بہتر ہوگی اور اگر مقصد حقیر ہو تو امت بھی ذلیل ہوگی اور جس جماعت کا کوئی مقصد نہ ہو یا ہر ایک کا الگ الگ اور اپنا اپنا نظریہ ہو وہ جماعت امت نہیں کہلاتی وہ انتشار ہے تو امت کے مفہوم میں اجتماع اور اتفاق فی المقصد موجود ہے لہذا دنیا کے اندھ سمان جہاں بھی ہوں دنیا کے کسی گوشے، پہاڑوں جنگلوں اور دریاؤں میں ہو سب کو خدا نے امت اور وہ بھی بہترین امت کے خطاب سے نوازا۔ تو امت کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کا ایک مقصد ہو۔

خیر امت ہونے کی وجہ | خیر امت کا تقاضا ہے کہ وہ مقصد بھی سب مقاصد سے بہتر ہو اللہ تعالیٰ

نے کنتم اُمّت کی بجائے کنتم خیر اُمّت فرمایا ہے۔ اب وہ مقصد کیا ہے، کیا کھانا پینا، مکان بنانا زمین میں اناج بونا، ہل جوتنا، کارخانے، ایٹم بم، جہاز اور ریل بنانا، سائنسی ترقیات میں کمال اور انہماک اگرچہ یہ سب امور جائز ہیں ناجائز نہیں۔ مگر یہ چیزیں مقصد نہیں۔ مثلاً اکوڑہ خشک سے میرا یہاں آپ حضرات سے ملنے کے لئے آنا ایک مقصد تھا، راستہ میں بہت سی چیزیں سامنے آتی رہیں اور اس سے فائدہ بھی ملا مگر وہ مقصد نہیں تھیں۔ اس لئے میں نے انہی کو اپنا مطمح نظر نہیں بنایا بلکہ مقصد تک پہنچ کر دم لیا تو کھانے پینے اور اس قسم کی دوسری چیزوں سے فائدہ اٹھانے رہو مگر اسے مقصد نہ بناؤ اور اگر تم نے انہی چیزوں کو مقصد سمجھ لیا تو پھر تو امریکہ، روس چین جاپان اور جرمنی بڑا کامیاب ہے اس لئے کہ اس مقصد، دنیا کے جاہ و جلال میں ان کو زیادہ کامیابی حاصل ہے تو پھر وہ کیوں خیر اُمّت نہ ٹھہرے اور اس خطاب کا شرف ہمیں کیوں حاصل ہوا؟ تو معلوم ہوا کہ دنیا کا حصول ہمارا مقصد نہیں بلکہ جس مقصد کی وجہ سے ہم خیر اُمّت کہلائے گئے ہیں وہ مقصد دینِ حق کا پہنچانا اور تبلیغِ حق و انبیاء کا کام تھا پہلے زمانہ میں یہ کام ایک بنی کے بعد دوسرا بنی سنبھالتا رہا۔ مگر جب ہمارے آقا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھہرے اور ان کے بعد دوسرا بنی آ نہیں سکتا تو اس عظیم مقصدِ دین اور تبلیغِ دین میں ان کی پوری امت ان کی نائب ٹھہری۔ یاد رکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام عالم کے لئے ہے۔

وہا ارسلاک الا کافۃ للناس ہم نے آپ کو تمام دنیا کیلئے بشارت دینے والا  
بشیر و نذیر۔ اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور ترقی کرتے کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائی عروج پر پہنچا گیا۔

اليوم اکملت لکم دینکم آج کے دن میں میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور  
وامتہ علیکم نعمتی اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور پسند کیا تمہارے  
ورعیت لکم الاسلام دینا۔ لئے اسلام کا دین ہونا۔

اب تمام عالم کو تبلیغِ بوجہ نیابت کے امت کے سپرد ہے۔ دیبلیغ الشاہد الغائب۔ اور چاہئے کہ دیکھنے سننے والا آدموں تک پہنچا دے۔

امت کا فریضہ ہے کہ حضور اقدس کا دین ان کا پیغام اسلام اور قرآن ساری دنیا کو پہنچا دے اس لئے خداوند تعالیٰ نے خیر اُمّت ہونے کی وجہ آخرت کے لئے اس کو تمام عالم کے فائدے

کیلئے رہنا ہندو، پیر ہندو، استاد ہندو، صرف پاکستان کے نہیں اور نہ صرف ہندوستان اور جاپان کے بلکہ لٹاس جہاں بھی کوئی آدمی ہو اور قیامت تک جتنے بھی آنے والے ہیں سب کے لئے بھیجے گئے ہو اور اس لئے تمہیں خیر امتہ کا اعزاز نہیں دیا گیا کہ تم بڑے مالدار ہو یا تمہارے پاس بڑی سے بڑی خلافت اور حکومت ہے بلکہ تائید و تائید بال معروف و تائید عن المنکر۔

تمہارا کام یہ ہے کہ جتنی بھلائیاں ہیں ان کا امر کرو۔ خدا نے، رسولؐ نے جن نیکیوں کو بیان فرمایا ہے، اسکو المعروف کہتے ہیں۔ ہماری خود ساختہ تخریز کردہ بھلائیاں مراد نہیں اس لئے آیت میں معروف نہیں کہا، بلکہ الف لام کے ساتھ معروف کو ذکر کیا کہ تم دنیا کو ان ہی نیکیوں کا راستہ دکھاؤ گے جو رسول اللہؐ اور ان کے صحابہ نے بتلائی۔؟ روس اور امریکہ اور یورپ والی نہیں اور تم لوگوں کو ان برائیوں سے روکو گے جن سے حسد اور صحابہ نے روکا تھا۔ تو اب تمام امت کا مقصد اور فریضہ دین پہنچانا ہوتا۔

تدبیری طور پر کمال تک پہنچانا خدا کی سنت ہے | ہمارے آقا سرور دو جہاں رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ہیں۔ اور تکنیکی امور کی طرح نشریعیات میں بھی اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ ہر کام اور ہر چیز کو آہستہ آہستہ تدبیراً ترقی اور کمال تک پہنچاتے ہیں۔ بچہ جب پیدا ہوتا تو چھوٹا ہے، نہ کھانے پینے کے قابل ہے نہ چلنے پھرنے کے۔ سال دو سال بعد اٹھنے اور چلنے پھرنے کے قابل ہوتا ہے۔ تو پھر اس کے بعد کھیل کود اور سکول پڑھنے کے قابل ہوتا۔ پھر کہیں جوان اور مضبوط ہو کر کمال تک پہنچا۔ یہ اناج کی فصل جسے تم آج کل کاٹتے ہو، تقریباً چھ ماہ میں کمال تک پہنچی۔ دھڑل کو تکمیل میں برسہا برس لگ جاتے ہیں۔ خداوند کریم اگر چاہتا تو ایک پل اور لمحہ میں یہ سب کچھ کر سکتا۔ مگر شانِ ربوبیت کے تقاضے پر تدبیراً کمال تک پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح نبوہ کا سلسلہ بتدریج ترقی کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ جو رب سے پہلے انسان تھے ابو البشر تھے۔ ان ہی کی پیروی بنایا۔

روحانی اور جسمانی ضروریات کا انتظام | اللہ تعالیٰ کی رحمتیں کتنی وسیع اور عجیب و غریب ہیں کہ انسانی حاجتیں چاہے روحانی یا جسمانی، پہلے ہی سے پوری فرمادیں۔ کبھی کبھی ان پر غور فرمایا کریں۔ انسان کی جسمانی حاجات و ضروریات پر غور کریں۔ جسمانی زندگی کیلئے ہوا کی ضرورت ہے تو ان کی پیدائش سے پہلے ہوا پیدا کی۔ زمین پر چلنے پھرنے کے لئے زمین پیدا فرمادی۔ ماں باپ جیسے مشفق و مہربان آپ کو دئے جن کے سینہ میں محبت بھرا دل ہے۔ اور پھر ماں کے سینہ سے

پلنے پھوسنے کا انتظام فرمایا۔ پیدا ہونے سے ہزاروں سال قبل ہمارے آرام و راحت کے لئے ضروریات زندگی مہیا فرمائیں۔ چار پانچ مہینے ماں کے پیٹ میں ہر انسان زندہ رہتا ہے۔ اس وقت جسمانی حالت بڑی لطیف اور نازک ہوتی ہے۔ حمل کے ایام میں گرمی کا تحمل کر سکتا ہے نہ سردی کا۔ مگر وہاں گرمی اور سردی سے بچنے کیلئے سارے انتظامات فرما دئے کہ ہمیں کسی قسم کی تکلیف کا احساس تک نہ رہا۔ پھر دھانی برس کیلئے خدا نے اس خون کو جو بطنِ مادر میں بچے کی خوراک تھا، دودھ بنادیا۔ اور ماں کے سینے میں چشنے بنا دئے جس وقت وہ خون تھا تو بچے کے پیٹ میں ناک کان اور منہ کے ذریعہ نہیں بلکہ ناف کے ذریعہ پہنچتا رہا۔ کہ خون کی آلاش سے یہ مورت نہ ہو پھر اسے ایسا دودھ بنا دیا جو نہ گرم ہے نہ سرد نہ بہت میٹھا ہے اور نہ خالص نمکین اور نہ بہت گڑھا ہے۔ اور نہ بہت نرم بلکہ ہر لحاظ سے اعتدال پر ہے ہمارے لئے روشنی کی ضرورت تھی تو اس مہربان اللہ نے ہماری یہ ضرورت پوری کی۔ بجلی، چاند، سورج، تارے پہلے سے پیدا کئے کہ اندھیرے میں ٹمکریں نہ ماریں۔ اسی طرح باطنی روشنی اور روحانی ضروریات کیلئے بنی نوع کے پہلے ہی فرد (حضرت آدمؑ) کو پیغمبر بھی بنا دیا کہ کسی کو یہ کہنے کا حق نہ ہو کہ کسی دور میں خدا نے دہنائی کا سامان پیدا نہیں کیا تھا۔ پھر چونکہ ابتدا میں رسل و رسائل اور تمدن کا اتنا سامان نہ تھا کہ ساری دنیا اور سارے ملک کو ایک پیغام اور دعوت پہنچائی جاسکے۔ اس لئے انبیاء بھی اس زمانہ میں ہر علاقہ ملک اور گاؤں کیلئے الگ الگ بھیجے جاتے تھے۔ پشاور والوں کو یہاں کی خبر نہ تھی اور یہاں کی خبر کراچی والوں کو نہ تھی۔

آخری دور میں پورا عالم ایک گھرانہ ہوا | مگر اللہ کے علم میں تھا کہ ایک ایسا دور آنے والا ہے کہ پورا عالم ایک گھرانہ ہو جائے گا جیسا کہ آج کل امریکہ جاپان لندن، فرانس سپین اور انڈونیشیا مراکش اور انڈیا سب ایک گھر کے مختلف حصے بن چکے ہیں۔ بلکہ گھر سے بھی کم مسافت ہے کہ گھر کے ایک کمرے کی بات دوسرے گوشے میں نہیں سنی جاسکتی۔ مگر امریکہ کی بات ہم گھر بیٹھے ریڈیو، وائٹس اور ٹیلیفون کے ذریعہ سن سکتے ہیں۔ امریکہ کی حالت ٹیلی ویژن سے دیکھ سکتے ہیں۔ میرے سامنے یہ لاؤ سچیکر ہے میری آواز قصبہ کے دوسرے سرے تک پہنچ رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام ہے۔ اور جب ایک شخص کی بات سب تک پہنچے تو دوسروں کو بولنے کی ضرورت نہیں، ورنہ شرم و غل بن جائے گا۔ تو جب اللہ نے دنیا کو اس طرح ملانا چاہا تو اس کے اسباب اور ذرائع سب خدا کو معلوم تھے اور اسلام کے ساتھ ان ترقیات کا آغاز ہو گیا تو اس لئے نبوت کی تکمیل بھی حضورؐ پر

فراموشی گئی کہ جب دوسرے آبادی جنگل دیا اور پہاڑوں میں یہ آواز پہنچ سکے گی۔ تو اوروں کو بولنے اور شور و غل کرنے کا کیا حق ہوگا۔ بلا مقصد اور بلا ضرورت کام حکمتِ خداوندی کے منافی ہے۔

علوم کی تکمیل رفتہ رفتہ ہوتی | وہ دور انسان کی طفولیت اور بچپن کا تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ بچہ جب سکول میں داخل ہوتا ہے۔ تو استاد اسے الف۔ ہا تا بڑھاتا ہے اور اسٹپن بیٹھنے، چلنے پھرنے، رہنے سہنے کے طور طریقے سکھاتا ہے۔ اس کا ماضی علوم و معارف اور ہائیک مضامین کا متعلق نہیں ہو سکتا۔ پھر مڈل میں کچھ مضامین پڑھا دئے جاتے ہیں۔ ہائی سکول اور کالجوں میں اس سے بھی زیادہ عرضِ مثنیٰ و ماضی قوت میں ترقی ہوتی ہے اتنا ہی مضامین میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ساری تعلیم تکمیل تک پہنچ جاتی ہے۔ بچہ کو دماغی قابلیت کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے جس درجہ کا طالب علم ہوتا ہے۔ اس درجہ کے مطابق استاد و معلم بھی ہوتا ہے۔ درجہ تخصص، ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی پڑھانے کیلئے استاد بھی ہر لحاظ سے کامل اور مکمل اور جامع علوم منتخب کیا جاتا ہے۔ اس طرح انسان کی روحانی تربیت کے لئے اولاً ہر علاقہ کے لئے الگ الگ استاد کی ضرورت تھی کیونکہ ایک علاقہ کے بسنے والے دوسرے ملک سے منقطع تھے تو اس وقت کے پیغمبروں نے اس قوم کی دماغی قابلیت کے مطابق ضروریاتِ زندگی کی تعلیم دی اور اشیاء کے اسماء اور ان کے خواص کی تعلیم دی کہ انسان اس دنیا کو بسائے، رہنے سہنے کے آداب سیکھ سکے۔ دعوامِ آدم الاسماء کلمھا۔ اور اللہ نے حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام بتلائے حضرت ادریس اور شعیب علیہ السلام نے خط و کتابت سکھلائی، بعض نے زراعت، پوشاک اور رہائش کے طریقے سکھلائے۔ جو زمانہ طفولیت انسان کے مناسب علوم تھے تاکہ آئندہ زندگی اچھی گزارے۔ نوجوان کے وقت سے تشریحی علوم کا آغاز ہوا۔

عالمِ انسانیت کی تدریجی ترقی | حضرت نوح کے زمانہ تک عالمِ انسانیت کا وہ طفولیت تھا تو اس دور کے مناسب پیغمبر آئے اور اس دور کے مناسب علوم سکھلائے گئے حضرت نوح کا دور انسانیت کے شباب کا زمانہ تھا۔ اور شباب کا دور حضرت ابراہیم کے زمانہ تک رہا۔ اور حضرت ابراہیم کے وقت سے شیخوخت کا دور شروع ہوا۔ توجہ طرح آدمی پر ادوار مختلفہ آتے ہیں۔ اول دورِ طفولیت پھر شباب، پھر عقل کی پختگی کا زمانہ کہولت۔ پھر شیخوخت۔ اس طرح حضرت آدم سے حضرت نوح تک عالمِ اکبر اور انسانیت نابالغ تھی تو انسان کو رہنے سہنے اور تمدن کے آداب سکھائے توحید، خدا کی عظمت، دینداری کی تعلیم دی خط و کتابت اور

تعلیم و تعلم کے طریقے سکھلائے ہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے حضرت نوحؑ کے زمانہ تک عذاب نہیں آیا۔ کیونکہ پھر کی غلطی سے درگتہ ہوتی ہے جب آدمی جو ان ہو کر کسی اور نافرمانی کرے تو اسے قہر مارا جاتا ہے، سزا دی جاتی ہے۔ مار پیٹ، جیل وغیرہ سے بھی ٹھیک نہ ہو تو تختہ دار پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ اور جو ان شریر بھی بہت ہوتا ہے، بات نہیں سنا، بکتر سے بھرا ہوتا ہے۔

خدا کے پیغمبر حضرت نوحؑ نے سارے نوسو برس تک ان کو تبلیغ کی اور روایات کے مطابق زیادہ سے زیادہ تعداد ساٹھ سترافوا کی ہے۔ بر مسلمان ہو گئے اور کم از کم تعداد دس بارہ کی منقول ہے۔ جہاں آپ تشریف لے گئے۔ لوگوں نے ڈانٹا کہ آپ ہمیں تنگ کرتے ہیں، جبر میں ہیں رسوا کرتا ہے۔ حضرت نوحؑ نے سوچا کہ رات کو تبلیغ کے لئے آؤں گا۔ تاکہ تم رسوا نہ ہو مگر جب وہ رات کو آتے تو واسنخشوا ثیابکم۔ محاف اور چلیے کہ ہم ٹیڈ میں ہیں خواب سے نہ جگائیں۔ حضرت نوح کی زبانی خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے :

|                          |                                          |
|--------------------------|------------------------------------------|
| ربہ انی دعوتے قومی لیلاً | اے نب میں نے دن میں بھی اور رات میں      |
| دنہاذا فلہم یزدہم دعائی  | بھی بیکے بھی اور مجلس میں ان کو نصیحت کی |
| الافرادا — ثمر انی اعلنت | مگر انہوں نے سوائے فرار کے کوئی دوسرا    |
| لعمد اسررتے لعمد اسرارا  | کام نہ کیا جتنی میں نے دعوت میں اعانہ    |
| فقلت استغفروا ربکم       | کیا اتنا ہی انہوں نے گریہ کیا۔           |
| انہ کانت غفارا۔          | ....                                     |

ان لوگوں کی جبرانی کا دور تھا شرارت حد سے بڑھ گئی تھی تو آپ نے دعا کی کہ اے رب اب اس قوم کو سزا دے۔ خدا طوفان لایا یہاں تک کہ کوہ ہمالیہ پر بھی چالیں چالیں اتر پانی چڑھ گیا۔ پھر نادر و ثمود کے عہد میں قوتِ شہاب میں اور بھی اضافہ ہوا بڑے بڑے جنوں اور دُعا چوں والے لوگ تھے، سرکش بھی حد سے بڑھ کر تھے کسی پر زلزلہ آیا کسی پر سخت طوفان آئے مگر جبرانی اور شرارت کی وجہ سے گویا انہوں نے قسم کھائی تھی کہ ہم ماننے والے نہیں — اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دور شروع ہوا جو کھلت ہے۔ جیسا کہ چالیس سال کی عمر میں آدمی کا تجربہ اور عقل کامل ہو جاتی ہے، ایسا ہی سیدنا ابراہیمؑ کے عہد سے انسانیت کی تاریخ میں علوم و معارف کا دور شروع ہوا، یہاں تک کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں یہ عالم اکبر پورے کمال تک

ہنچا، عقل یا کل پختہ ہوگئی۔ علوم و کمالات میں انسانیت نقطہ شروع پر پہنچی۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس امت جیسی ہا کمال دنیا میں کوئی نہیں گزری۔ دوسری طرف خدا نے سارے عالم کو وسائل اور اسباب کے ذریعہ ملا دیا۔

حضرت کی علوم میں جامعیت | ہر قسم کے علوم انتہا کو پہنچتے تھے تو خدا نے خاتم الانبیاء کو بھیج دیا جن کا ارشاد ہے کہ ادیت علم الادلین والآخرین۔ مجھے تمام اولین و آخرین کا علم دیا گیا ہے۔ تمام انبیاء کے کمالات اور علوم آپ میں جمع کر دئے گئے ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنکہ خواباں ہمہ وارد تو تھا داری

حضرت کے علمی کمالات اگر آپ معلوم کرنا چاہیں تو قرآن مجید اور حدیث کا مطالعہ کریں، آپ کو اندازہ لگ سکے گا جو وہ سوسال سے امت ایک ایک آیت سے علوم و معارف کا استنباط کر رہی ہے مگر ختم ہونے کو نہیں۔ لا تمنعنی عجائب اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ نہ خلق کسی آیت کا جواب اور نہ پیش کر سکی۔ جھوٹی سی صورت انا اعطیناک الکون۔ کا جواب بھی کسی سے نہ بن سکا۔ دنیا کے تمام فلاسفہ اور دین پر ریسرچ کرنے والے جمع ہو کر بھی حضرت کی زبان سہارک سے نکلی ہوئی ایک حدیث جیسا مضمون اور اس جیسے الفاظ پیش نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم قرآن کا کلام ہے۔ غرض روحانی ہدایت کیلئے خدا نے جو روشنی پیدا فرمائی وہ پہلے چراغ اور مرم ہی کی صورت میں تھی پھر لائین اور بجلی کے بلب کی طرح بڑھ گئی پھر اور ترقی ہوئی تو ستاروں کی مانند ہوئی پھر چاند کی طرح اور جس طرح مادی روشنیوں کی انتہا سورج پر ہوئی اس طرح حضور اقدس کی مثال روحانی ہدایت کیلئے سورج کی مانند ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہ رہی۔ ہر چیز کی ابتدا بھی ہوتی ہے اور اس کا کمال اور انتہا بھی تو جیسا سورج کو روشنیوں کا خاتم بنا دیا اسی طرح حضرت کی مثال ہے۔ اگر سورج چڑھے ہوئے کوئی شخص چراغ یا تھو میں سے کسی چیز کو ڈھونڈتا ہے تو آپ اسے پاگل اور بے وقوف کہتے ہیں۔ اسی طرح حضرت کے بعد اگر ایک شخص ظلی اور بروزی نبوت کی لائین ہاتھ میں لئے پھرے تو وہ شخص بڑا بیوقوف ہے۔ اگلی امتوں میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا کیونکہ ادیان اور مذاہب تحریف اور تغیر و تبدل کی وجہ سے مٹ گئے اور چونکہ اللہ کو ایسا ہی منظور تھا اس لئے تبدل و تحریف سے ان مذاہب کی حفاظت بھی نہ ہوئی اور ہر پیغمبر کے بعد خدا دوسرا نبی بھیجتا رہا مگر جب اسلام کو قیامت تک رکھنا منظور تھا تو کسی پیشی اور تحریف

سے بھی خدا نے اسے محفوظ فرمایا : انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ۔ ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ اور دین کی تکمیل فرما کر اعلان فرمایا : الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دنیا میں نے آج کے دن دین مکمل کر دیا اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور اب تمہارے لئے قیامت تک میں دین اسلام ہی کو منتخب کرتا ہوں۔

عقیدہ، اخلاق، عمل کے لحاظ سے سب قسم کی نعمتیں خدا نے حضورؐ کے ذریعہ مکمل فرمادیں اور اسلام کا پسندیدہ دین ہونا قیامت تک کیلئے بنادیا اب اگر کوئی شخص حضورؐ ہی کو نبی مانے اور اسلام کو دین حق سمجھتا ہو مگر آپؐ کے بعد کسی اور نبی کو بھی مانے تو وہ اپنے آپ کو نہ مسلمان کہہ سکتا ہے۔ نہ اپنے دین کو دین اسلام۔

کسی اور کو نبی مان کر مسلمان نہیں کہلا سکتا | آپؐ سے قبل جب کبھی ایک نبی گذرا اور دوسرا آیا تو جس شخص نے دوسرے نبی کو مانا تو اس کا نام اور مذہب بھی بدلا۔ جیسے ملتِ ابراہیمی کے پیروکار نام یعنی تھا۔ مگر جب قوم حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائی تو اس کا نام یہودی ہوا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے اوپر ایمان لانے والوں کا نام یہودی نہ رہا بلکہ عیسائی اور نصرانی ہو گیا۔ غرض پیغمبر کے بدل جانے سے قوم کا مذہب اور نام دونوں بدل جاتے ہیں تو حضور اقدسؐ کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی ماننے اور اس پر ایمان لانے کے بعد ان کا نام اور مذہب بھی بدل جائے گا۔ وہ لوگ نہ مسلم کہلائیں گے نہ ان کا مذہب اسلام ہوگا بلکہ وہ غیر مسلم اور کسی دوسرے شخص کو منسوب ہوں گے۔

جب قیامت تک خدا کر صرف اسلام کا دین ہونا ہی منظور ہے تو کسی دوسرے نبی کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔ حضورؐ آفتابِ نبوت ہیں پھر آفتاب کی موجودگی میں ستارے بھی نظر نہیں آسکتے تو چراغ اور شمع جلانے کی حماقت کیوں کی جاسکے گی اور جب پہلا دین مکمل اور اصل شکل میں موجود ہے جیسا کہ قرآن و حدیث اور حضورؐ کا دین محفوظ ہے تو نیا نبی کیوں آئے۔ اگر وہ نئی بات بتلا رہا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ پہلا دین نامکمل ہے تو الیوم اکملت لکم کے خلاف ہوا اور اگر پرانی بات بتلائے تو وہ پیغمبر کیسے رہا۔؟ آج چودہ سو سال گزرنے پر بھی قرآن اول سے آخر تک ایک ایک حرف موجود ہے۔ احادیث اور اس کے مضامین، مسائل و احکام جس کا نام فقہ ہے مکمل محفوظ ہیں تو جب دین مکمل، پیغمبر تمام انبیاء کا سردار، اور دین کی حفاظت کا قیامت تک وعدہ ہو چکا ہو تو اب دوسرے شخص کو نبوت کا دعویٰ کر کے دخل در معقولات کر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکرؓ پیغمبر نہ بنے، حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ نہ بنے، حضرت

علی اور حضرت حسینؑ سے نہ بن سکے۔ امام بخاریؒ، امام ابو حنیفہؒ نبی نہ ہو سکے۔ اور آج تک خدا نے دین کی حفاظت حضورؐ کے ان غلاموں سے کروائی تو آج خدا کو ایسی کوئی ضرورت پیش آئی کہ نیا نبی مبعوث فرما دے۔ یہ بشارتِ توقیامت تک حضورؐ کی غلام امت ہی کو بخشا گیا۔ کہ حضورؐ کی دعوت کی حفاظت و اشاعت میں لگی رہے گی اور یہ خوشخبری سنائی کہ لا تجتمع امتی علی الضلالة۔ میری امت سب کی سب گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور فرمایا لا تزال طائفت من امتی قائمۃ علی الحق لایضربہم من خالفہم۔ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور مخالفت کرنے والے اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ غرض تبلیغِ دین اور دعوت الی الحق پر یہ امت قیامت تک قائم رہے گی۔ تو بروزی اور ناطقِ نبی کی ضرورت کیا ہے کہ پرانی باتوں کی اشاعت نبی کہلا کر کرے ان باتوں کی اشاعت کیلئے کہ پندرہویں امتی اس کام پر لگے ہوئے ہیں۔

امت پر حضورؐ کے احسانات | امت کے ساتھ حضورؐ اقدسؐ کی شفقت و عنایت کس قدر ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: اَلْاَوَّلُ اَوْجِبَ قِيَامَتِکَ دِنِ مجھے مقامِ محمود پر سرفراز کر دیا جائے گا تو اس عورت کے مقام پر نہ بیٹھو لڑکا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے اکیلا جنت میں داخل کر دیں بلکہ میں مقامِ محمود پر ہاتھ رکھ کر اللہ کے سامنے ادباً کھڑا ہوں کہ۔۔۔۔۔ عرض کروں گا کہ اس مقام پر بیٹھ کر ایسا نہ ہو کہ میرا کوئی امتی جہنم میں پہنچا جائے اور مجھے خبر نہ ہو چونکہ خداوند تعالیٰ نے دنیا میں دس سو دفعہ یعطیک دبت فترضی سے لے کر پ کو راضی رکھنے کی بشارت فرمادی ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں ضرور راضی فرمادیں گے۔ حضورؐ کے علم میں تھا کہ میرے بعد قسم قسم کے فتنے پیدا ہوں گے۔ آخر میں دجال کا فتنہ ہوگا جبرائیل کو برسائے گا، مردوں کو اپنے ظلم سے زندہ کرے گا۔ دنیا کی عیاشی کی سب چیزیں اس کے ساتھ ہوں گی، تنخواہ، روٹی، عہدہ سب کچھ اس کے پاس ہوگا۔ یہاں تک کہ قبروں سے لوگوں کے خویش و آقا رب (جو دراصل شیاطین ہوں گے) کو زندہ کروا کر اٹھوائے گا۔ ایسے ایسے فتنوں کا سامنا اس امت کو کرنا تھا تو حضورؐ نے عرفہ کے موقع پر رو کر امت کیلئے دعائیں کیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق بخش دینے کا اعلان فرمایا مگر حقوقِ العباد معاف کرنے کا اعلان نہ ہوا۔ پھر رات کو مزلوفہ میں روتے رہے۔ تو خدا نے اصحابِ حقوق بخشنا ان کی صورتیں بھی دیاں بتلا دیں کہ صاحبِ حق کو راضی کروا کر اُس سے معافی و لادہی جائے گی، تو حضورؐ کے کس قدر احسانات ہیں؟ امت پر سب سے پہلے قیامت کے دن حضورؐ قبر مبارک سے اٹھیں گے سب سے پہلے بنی اسرائیل سے گزریں گے۔ سب سے پہلے جنت کا دروازہ ان کے لئے کھولا جائیگا۔

تو حضرت کی امت بھی دیگر امتوں سے پہلے ان کے ساتھ ہوگی کہ جہاں تاہر وہاں غلام اور غلام بھی ہوتا ہے، تو کیا ایسے عمن کے ہوتے ہوئے اس سے اپنا رشتہ ٹٹ کر کسی اور کے پیچھے چلنا عقلمندی اور احسان شناسی ہے۔

ان احسانات کا تقاضا کیا ہے۔ آپ کے ان احسانات کا تقاضا ہے کہ ہم نہ صرف حضورؐ کے دین پر قائم رہیں بلکہ قیامت تک ساری دنیا تک اسے پہنچتے رہیں۔ اگر ساری مخلوق حضورؐ کے ان احسانات سے فیض یاب ہو جائے اور حضورؐ کے اس پیغام کو اوروں تک پہنچانا اتنا بڑا کام ہے کہ کوئی دوسری عبادت اس کے برابر نہیں ہو سکتی۔

حضرت علیؑ اسد اللہ ہیں جہنڈا ہاتھ میں لئے خیر کر رہے ہیں، حدیث کو دیکھ کر فرمایا یا رسول اللہ میرا ارادہ ہے کہ کسی یہودی کو قتل کئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ اور جہاد میں قتل کنفاہ ہے ہی ثواب۔ مگر حضورؐ نے فرمایا کہ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو۔ قولوا لا الہ الا اللہ۔ اگر ان میں سے کسی نے کلمہ پڑھ لیا تو وہ ہمارے ساتھ سب حقوق میں برابر ہے۔ کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی نسل، قومی، سانی امتیاز اور ذات پات اونچی نیچی تو اسلام میں ہے نہیں۔ ہم بنو آدم و آدم بن تراب۔ تم سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہو اور وہ مٹی سے پیدا کئے گئے، آہ امریکہ مساوات کا دعویدار ہے۔ مگر دعویٰ کے باوجود سیاہ فام لیڈر کو قتل کے بعد کچھ حالات دیکھئے۔ یہ حقیقی مساوات تو صرف اسلام میں ہے۔ تو حضورؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اگر ایک شخص بھی تمہاری وجہ سے مسلمان ہوا تو یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے مقابلہ میں تمہاری عمر اور نکل سے بھری ہوئی ساری زمین بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

صحابہؓ کی عزت کریں | سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے قاتل ہیں وحشی ہیں اب ہم رضی اللہ عنہ کہیں گے۔ صحابہؓ سے محبت لازم ہے۔ جب اللہ سے ہمیں محبت ہے تو اس کے محبوب بنی کریم سے بھی ہوگی۔ اور جب محبوب سے محبت ہوگی تو اس کے صحابہؓ سے بھی ہوگی۔ اگر تمہیں کسی سے محبت کا دعویٰ ہے، مگر اسکی اولاد اور عزیزوں سے نفرت ہے تو یہ پتہ کبھی سچی محبت نہ ہوگی اور نہ وہ محبوب آپؐ کو سچا سمجھے گا۔ اسی طرح صحابہؓ نے حضورؐ پر مال و جان و سب کچھ نثار کر دیا۔ آپؐ کے پسینہ گرنے کی جگہ اپنا خون گرایا اور جیسا کہ حضرت ابو سفیانؓ نے فرمایا کہ کسی بڑے سے بڑے بادشاہ اور حاکم سے اپنے چھوٹے کی اتنی رعایت و زبردستی نہیں ملتی کہ حضورؐ کے ساتھ ان کے صحابہؓ کو ملتی۔ تو حضورؐ کے ساتھ محبت کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ تمام

منہا ہوتے ہیں عہدِ بہتہ ہو۔ اگر لہذا پڑنے سے محبت نہیں تو حضورؐ سے برگزیدہ محبت نہ ہوگی۔ اللہ اللہ فی المصافی لا تتخذ وہم من بعدی غرضاً۔ میرے صحابہ کو میرے بعد اپنا نشانہ نہ بنانا۔

تو وحشی حضورؐ غمِ حشرم کا قاتل ہے۔ مگر جب وہ اسلام لانے کے لئے آپؐ کی مجلس میں آیا تو صحابہؓ جو تک پڑے اور چاہتے تھے کہ اسے قتل کر دیں مگر حضورؐ کی مجلس کے ادب و احترام مانع تھے۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ میرے نزدیک کسی ایک شخص کا کلمہ پڑھ لینا اس سے زیادہ قرباب رکھنا ہے کہ دسے زمین کا فزوں سے بھر جائے اور ان کو تم رنگ قتل کر دو تو کسی ایک شخص کو۔ ان بنانے کا اجر تمام کا فزوں کو قتل کرنے سے بھی زیادہ ہے۔

الغرض جن عجب خدا نے ہمیں حضورؐ کی امت میں پیدا کیا تو ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے۔ نیکیوں کا فزوں کو خدا بہت دیتا ہے۔ ان کے لئے صرف دنیا ہے۔ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں انگریز کو خدا نے ہمارے اوپر دوسرے حکومت کرنے کا موقع دیا مگر لالہ کا اقرار کرتے ہوئے بھی اس نعمت کی قدر نہ ہو تو ایسی قوم پر دنیاوی عذاب بھی جلد آجاتا ہے۔ اس کے لئے کوئی بہت اور چشکارا نہیں فان تو لو ایستبدلے قوماً غیر کھڑے لایکھو امثالکم۔ اس نعمت کی بیکاری مت کرو ورنہ کسی اور کو کھڑا کر دے گا جو تم جیسا نہیں ہوگا۔

دین کا خلاصہ | اس دین کا خلاصہ تین چیزیں ہیں :-

۱۔ ایک تو یہ کہ دل کو پاک رکھا جائے۔ یعنی عقیدہ صحیح ہو کہ اللہ واحد لا شریک ہے، عالم ہے۔ قدرت رکھنے والا ہے۔ اس نے ہمیں وجود دیا، رزق اور عورت سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور تمام تکالیف بھی اللہ ہی جب چاہے پہنچاتا ہے۔ کسی اور کے ہاتھ میں نہ نفع ہے۔ نہ ضرر۔

۲۔ حضور اقدسؐ خدا کے آخری نبی ہیں تمام مخلوقات میں سے افضل اور کامل و مکمل۔ سب سے پہلے خدا نے انہی کو نبوت دی۔ عالمِ ميثاق میں سب سے پہلے انہی کو یہ شرف بخشا گیا۔ کہتے نبی و آدم بین الماء والطين یتہ اور عالمِ ظہور میں انہیں سب سے آخر میں مبعوث فرمایا اور حضورؐ کے اوپر نبوت کی تکمیل ہو چکی ہے۔

۳۔ اپنے خلق و اخلاق کو شیک کر دیا جائے مثلاً ہمارے اندر حسد، حرص اور تکبر ہے۔

۱۔ اگر تم نے روگردانی کی تو خدا دوسری قوم کو کھڑا کر دیا جو تمہاری مانند نہ ہوگی۔

۲۔ میں اسی وقت نبی تھا جبکہ

© rasailojaraid.com

جو پڑھی برائیاں ہیں۔

حرص سے احتراز | اسلام ہمیں حرص و لالچ سے روکتا ہے۔ اور حرص و لالچ سے کوئی فائدہ بھی نہیں اس لئے کہ جب بچے میں روح پھونکی جاتی ہے۔ تو حدیث میں ہے کہ فرشتے پوچھتے ہیں کہ اس کے بارے میں کیا لکھیں۔ اشقیٰ ام سعید؟ یہ بد بخت ہوگا یا سعادتمند؟ اسکی عمر اس کا رزق وغیرہ لکھ دیا جاتا ہے۔ تو اس وقت سے خدا نے قسمت میں جو کچھ تھا مقرر فرما دیا جسکی قسمت میں بھوک ہے وہ بھوکا رہے گا۔ خواہ وہ کروڑ پتی کیوں نہ ہو جائے کتنے کروڑ پتی ہیں کہ جنہیں بوکے ستوا اور چند بسکٹ بھی کھانے کو نصیب نہیں ہوتے۔ یہ منصوبہ بندی والے عموماً خدا کی نعمتوں سے محروم رہتے ہیں۔ اور کتنے غریب ہیں جنہیں خدا پیٹ بھر کر کھانا دیتا ہے۔ تو یہ قسمت کی بات ہے تو پھر حرص سے کیا فائدہ۔

بایزید بسطامیؒ کسی مسجد میں آئے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو پوچھا کہ کھانا آپ کو کہاں سے ملتا ہے۔ امام نے کہا کہ کبھی کبھی کوئی مقتدی کھانا کھلا دیتا ہے۔ حضرت بایزید نے فرمایا کہ بھائی یہ نماز تو میں نے آپ کی اقتداء میں پڑھی مگر اب اسے لوٹاؤں گا کہ تمہیں اب تک اپنا رازق معلوم نہیں ہوا تو یہ نماز تیری اقتداء میں کیسے مقبول ہوگی۔؟

تو بھائیو! ہمارا رازق نہ امریکہ ہے نہ روس، نہ زمینداری اور ملازمت۔ ہاں یہ فرائع اور وسائل ہیں اور اس کا ارتکاب کرتے رہو۔ مگر مؤثر حقیقی صرف خدا ہے۔ اس بات پر اپنا عقیدہ بناؤ حضرت عبداللہ بن مبارک نے وفات کے وقت اپنے تمام مال کو تقسیم کرنا چاہا کسی نے کہا کہ اپنے بیٹے کیلئے بھی کچھ بھجور دو فرمایا: مَنْ كَانَ لِلَّهِ فَلْيَسْ لِّهِ حَاجَةُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ۔ جس کا اللہ ہو تو اسے عبداللہ کی ضرورت نہیں۔۔۔ تو اس لالچ اور حرص نے دنیا کو تباہ کر دیا یہ کروڑوں کا سنگٹنگ کرنے والے بھی اپنے آپ کو بھوکا سمجھتے ہیں۔

حسد | اسی طرح حسد کو تو کیا خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر کسی سے حسد کرنا خدا کی تقسیم پر ناواض ہونا نہیں۔؟ اور کیا یہ خدا پر اعتراض نہیں کہ اسے کیوں یہ نعمت دی اور مجھے محروم رکھا۔ ہاں اللہ سے اپنے لئے بھی اس نعمت کا تقاضا کر سکتے ہو۔ مگر دوسرے کیساتھ اس نعمت کے ہونے پر خفا کیوں ہوتے ہو۔ ابلیس نے حضرت آدم سے حسد کیا عمر بھر کی عبادت رائیگاں گئی اسے نسب اور سرشت پر غرور ہوا کہ میں آگ سے ہوں اور آدم مٹی سے ہے۔ تو بجائے حسد کے ایک دوسرے سے محبت، اتفاق اور اتحاد چاہئے۔

**تکبر** | اسی طرح تیسری برائی تکبر ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ایک شخص اپنے آپ کو کسی معمول انسان سے بھی بہتر سمجھے ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ہاجر کی جنے کسی کے دیانت کرنے پر فرمایا کہ تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ مسلمان کا فر سے اچھا ہے مگر یہ مت کہو کہ فلاں مسلمان اس کا فر سے اچھا ہے۔ اس لئے کہ فی المال خطرہ ہے کہ اس مسلمان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو اور کا فر کا ایمان پر ہو جائے۔ تو نتیجہ کے لحاظ سے وہ کا فر اس مسلمان سے بہتر ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے گزند رہے تھے کسی نے گالیاں دیں۔ فرمایا یہ لوگ جتنی گالیاں بھی دیں مگر مجھے اس کا فکر نہیں۔ میرے سامنے ایک گھاٹی ہے (جس کو موت اور حساب و کتاب کی گھاٹی ہے) اگر میں اس سے کامیابی کیساتھ گزر جاؤں۔ تو مجھے ان لوگوں کی گالیوں سے نقصان نہ ہوگا۔ اور اگر ناکام ہوا تو پھر تیریں ان گالیوں سے بھی زیادہ مذمت کا مستحق ہوں۔ تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔ مال و دولت یا کسی اور چیز کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھے۔ قارون نے مال کی وجہ سے چھاؤں بھائی پر بڑائی کی اور انجام یہ کہ سب کچھ سمیت زمین میں دھنس گیا۔ فرعون نے حکومت پر غرور کیا سب کچھ سمیت بحیرہ قلزم میں غرق ہوا۔ ابلیس غرور نفس کی وجہ سے دائمی لعنت کا مستحق بنا۔ تو اپنی حقیقت پر سرچنا چاہئے کہ کس چیز سے خدا نے ہمیں پیدا کیا؟ نطفہ سے جو غلیظ پانی ہے۔ پیدائش سے موت تک جسم اور پیٹ میں آلائش گندگی اور خون پھراتے رہے اور موت کے بعد گل سڑ جائیں گے۔ امیہ عرب زبان کو جو بہت چلتی ہے غیبت اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھو۔ ما یلفظ من قول الا لہدیہ رقیبے عتید۔ کوئی بات منہ سے نہیں نکلتی مگر فرشتے اسے کھد لیتے ہیں جو چھپ کے نہیں بلکہ زبان پر موندھوں پر بیٹھے رہتے ہیں۔ پھر اعمال کے لئے اکا اور اتوال کے لئے اکا فرشتے ہیں۔

**بدن کی صفائی** | آخری چیز یہ کہ بدن کو پاک و صاف رکھو جسم کی صفائی اور طہارت بھی حضورؐ کے دین کی خصوصیت ہے۔ حضرت عثمانؓ نے طہارت بدن کے متعلق ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک متقی عالم کا انتقال ہوا لوگوں نے دفن کیا اور چونکہ وہاں کی قبور کو کچھ عرصہ بعد کھول کر دوسرے مردوں کو اسی جگہ دفنایا جاتا ہے۔ تو کچھ عرصہ بعد اس عالم کی قبر سب کھولی گئی تو اس میں سے ایک حسین اور نوجوان عورت کی لاش ظاہر ہوئی اور عورت بھی فرائض کی میم تھی۔ فرانسیسی لباس میں تھی لوگ حیران ہو کر یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اتفاق سے ایک شخص نے بوجھ پر آیا تھا اسے پہچان لیا کہ یہ تو پیرس کی عورت ہے۔ میں نے اس کو اردو زبان سکھائی تھی اور ماں باپ سے چھپ کر میرے ہاتھ پر اسلام لائی تھی۔ لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ خدا نے اس عورت کو

مگر اسلام کی دہر سے مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ مگر وہ عالم کہاں گیا؟ — رفتہ رفتہ بات پھیل گئی اور پیرس میں اس وحدت کو جس تابوت میں دفنایا گیا تھا تحقیق کیلئے کھولا گیا تو اس تابوت سے اس متقی عالم کی لاش نکلی۔ لوگوں کی حیرانی اور بڑھ گئی اور اس بزرگ کی بیوی سے اس کے حالات پوچھے گئے۔ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے اپنے شہر میں کوئی ایسی خرابی نظر نہیں آئی سوائے ایک بات کے کہ جب اسے غسل جنابت کی ضرورت ہوتی تو اس کی زبان سے نکلتا کہ عیسائیوں کا مذہب اچھا ہے کہ ان کے ہاں غسل جنابت نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی زبان سے ایک کلمہ کفر نکلا اور کافروں کی کسی ایک چیز کو اسلام پر ترجیح دی اور ایسا انجام ہوا۔ تو آج لوگ انگریزی آداب اور طور طریقوں پر مرمٹے واسے ہیں اور یورپ کے تمام قوانین اور فیشنوں پر فریفتہ ہیں۔ عظم نہیں کرنے گوروں کی قبر میں ان کو جگہ ملے گی یہ عالم غیب ہے اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ نصیحت کیلئے اسے مشکف کر دیتا ہے تو اسلام ہمیں ظاہری و باطنی جسم اور روح دونوں کے تزکیہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر چلنے اور مضبوطی سے تھامنے اور باقی لوگوں تک پہنچانے کی توفیق دے۔

## اخبار کا انتخاب کرتے وقت

آپ ہی نظر انتخاب

# روزنامہ وفاق

پر ضرور پڑے گی

اس لئے کہ وفاق صحیح معنوں میں ایک آزاد قومی اخبار ہے جو کسی خاص گروہ کا ترجمان ہے اور نہ کسی طبقہ کا حاشیہ بردار — آپ وفاق میں پھینے والی ہر سطر پر کمال اعتماد کر سکتے ہیں۔ روزنامہ وفاق لاہور، رحیم یار خان اور عمر کوٹہ سے ایک وقت شائع ہوتا ہے۔